مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوّت
کراچی

دجال کا حلیہ

حضرت انسؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کوئی بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امّت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو، خبردار دجال کانا ہے، اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے، اور اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر لکھا ہوا ہے۔

متفق علیہ

جلد ۱
۶ تا ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۶ جنوری ۱۹۸۳ء
شمارہ ۳۳

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

حضور علیہ السلام کے نعلین مبارک کا ذکر

حدثنا اسحٰق ابن موسٰی حدثنا معن حدثنا مالک عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھٰی ان یاکل یعنی الرجل بشمالہ او یمشی فی نعل واحدۃ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتہ پہنے۔

فائدہ جمہور علماء کے نزدیک یہ ارشادات استحبابی ہیں یعنی حرام نہیں ہیں۔ لیکن بعض اصحاب ظاہر نے ناجائز بتایا ہے۔

حدثنا قتیبۃ عن مالک ح وحدثنا اسحٰق بن موسٰی حدثنا معن حدثنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انتعل احدکم فلیبدأ بالیمین واذا نزع فلیبدأ بالشمال فلتکن الیمنی اولھما تنعل واخرھما تنزع۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتہ پہنے تو دائیں سے ابتداء کرنی چاہیے اور جب نکالے تو بائیں سے پہلے نکالے۔ دایاں پاؤں جوتہ پہننے میں مقدم ہونا چاہیے اور نکالنے میں مؤخر۔

فائدہ چونکہ جوتہ پاؤں کے لیے زینت ہے اس لیے دیر تک پاؤں میں رہنا چاہیے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا، ایسے ہی ہر چیز جس کا پہننا زینت ہو اس کے پہننے میں دائیں کو مقدم رکھے۔ اور نکالنے میں بائیں کو جیسے کرتا پاجامہ اچکن وغیرہ

حدثنا ابو موسٰی محمد بن المثنٰی حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ حدثنا اشعث وھو ابن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیمن ما استطاع فی ترجلہ وتنعلہ وطھورہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کنگھی کرنے میں، اور جوتہ پہننے میں اور اعضا کے دھونے میں حتی الوسع دائیں سے شروع کرتے تھے۔

ان تین کی تخصیص نہیں بلکہ ہر چیز کا یہی حکم ہے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے اور حتی الوسع سے اس طرف سے اشارہ ہے کہ اگر کوئی ضرورت بائیں سے ابتدا کی لاحق ہو تو مضائقہ نہیں۔

حدثنا محمد بن مرزوق ابو عبد اللہ حدثنا عبد الرحمٰن بن معاویہ انبأنا ھشام عن محمد عن ابی ھریرۃ قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبالان وابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما واول من عقد عقدا واحدا عثمان رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے دو تسمے تھے۔ ایسے ہی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جوتہ میں بھی دوہرا تسمہ تھا ایک تسمہ کی ابتداء حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے۔

ف۔ غالباً حضرت عثمانؓ نے اسلئے اس کو اختیار فرمایا کہ دو تسموں کا ہونا ضروری نہ خیال کیا جائے۔

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت:۔ ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۲	خصائل نبوی ﷺ	
	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب	۱
۴	افادات عارفی	
	ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی مدظلہٗ	۲
۵	ابتدائیہ	
	عبدالرحمٰن یعقوب باوا	۳
۷	حقیقت چھپ نہیں سکتی	
	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۴
۱۱	سیرت النبی ﷺ	
	علی اصغر چشتی صابری	۵
۱۶	ایک غلطی کا ازالہ	
	عطاء الرحمٰن رحمانی	۶
۱۷	قومی اخبارات کا مطالعہ	
۱۹	چودھری افضل حق مرحوم	
	محمد فاروق قریشی	۷
۲۲	نزول عیسیٰ ع	
	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۸
۲۴	گلہائے عقیدت	
	علی اصغر چشتی صابری	۹

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار دراحدی ● حافظ گلزار احمد
غلام یٰسین تبسم

پند و نصائح

افادات عارفی

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

اللہ کی عطا ظرف کے مطابق ہوتی ہے

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ العالی

فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ظرف کے مطابق ہوتی ہے مگر ظرف مختلف ہوتے ہیں۔ ظرف کا مختلف ہونا لازمی اور فطری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرما دیئے۔ آپؐ نے ان علوم کی تشریح کر دی، صحابہ کرامؓ نے سب جذب کر لیا ایسا جذب کر لیا کہ ایک لفظ کے زیر و زبر میں کہیں فرق نہیں آنے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اعجاز ہے عالم امکان میں آپ کو کہیں ایسی شخصیت نہیں ملے گی۔ جس کے ماننے والوں نے اس کی ایک ایک ادا ضبط کر لی ہو۔ اور صحابہ کرام رضؓ کا ہم پر احسان اور احسان عظیم ہے کہ ہم تک بعینہٖ وہی امانت پہنچائی جو ان کو آپؐ سے ملی، آپؐ والا ظرف سب سے پہلے صحابہ کرام میں منتقل ہوا۔

آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو اتنی گرانی ہوتی تھی کہ آپؐ کو پسینہ آ جاتا تھا۔ جب کبھی اونٹ پر تشریف فرما ہوتے تھے تو اونٹ بیٹھ جاتا تھا (لیکن جب صحابہ کرام کو منتقل کر دیتے تھے تو صحابہ کرام آسانی سے ضبط کر لیتے تھے) اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کو بیان فرمایا ہے۔ لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرأیتہٗ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا اعجاز ہے کہ ہم لوگوں کے لئے آسان کر دیا گیا آج بھی یہ قرآن ہزارہا لاکھوں انسانوں کے سینہ میں محفوظ ہے صحابہ کرام رضؓ کے بعد تابعین کا ظرف ہے پھر تبع تابعین آج تک اسی طرح ظرف بدلتے رہے مگر چیز وہی ہے جو پہلے تھی اس کے خالص ہونے میں کوئی شک نہیں۔

فرمایا:۔ اگر اس نعمت عظمیٰ کا احساس قوی ہو جائے کہ کیا چیز ہم کو ملی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور کہنا چاہیئے۔ اللھم لک الحمد و لک الشکر اور مسلسل کہتے رہنا چاہیے۔ انشاء اللہ ظرف میں وسعت ہوتی چلی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا لئن شکرتم لازیدنکم (اگر تم شکر کرتے رہو تو میں زیادتی (انعامات کی) کرتا رہوں گا۔)

فرمایا:۔ اسکی مثال ایسے ہے ایک فنجان ہے، ایک گلاس ہے، ایک جگ ہے ایک مٹکا ہے، ایک مشکی ہے وغیرہ، ان میں سے کون کامل ہے، سب کامل ہیں فنجان کہتا ہے میں اپنے ظرف کے اعتبار سے کامل ہوں، لبریز ہوں، گلاس کہتا ہے میں لبریز ہوں، سب اپنی اپنی جگہ پر لبریز ہیں، لیکن فنجان کو ایک احساس کمتری ہے، وہ کہتا ہے یا اللہ میں لبریز ضرور ہوں لیکن میرا ظرف چھوٹا ہے۔ اگر فنجان شکر ادا کرتا رہے گا تو گلاس بن جائے گا۔ مزید شکر ادا کرتا رہے گا۔ تو جگ بن جائے گا۔ اور اسی طرح بڑھتا ہی رہے گا۔ اسی طرح ہمیں حکم ہے کہ تم اگر ظرف میں بڑھنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس کرو اور شکر ادا کرتے رہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ
علی من لا نبی بعدہ

ہفت روزہ
ختم نبوت

موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داری

عالم اسلام کے سب سے بڑے دشمن (اسرائیل) کے عزائم بڑے ہی گھناؤنے ہیں۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق جو لندن کے ایک مشہور اخبار "آبزرور" نے دی ہے اسرائیل اور بھارت میں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کے بارے میں باقاعدہ صلاح مشورہ ہو رہا ہے۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ شاید ان تنصیبات کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے یا بن چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی مناسب وقت کا انتظار ہے ایک اور اطلاع میں یہ تبلایا گیا ہے قاتل نیرون نے کہا ہے کہ "۱۹۸۰ء میں اسرائیل کے مفادات صرف دنیائے عرب تک محدود نہیں رہے ہیں بلکہ ان کا دفاع ترکی میں بھی کیا جائے گا، ایران میں بھی کیا جائے گا اور پاکستان میں بھی کیا جائے گا۔"

ادھر بھارت کی جنتا پارٹی کے رہنما سبرا مینم سوامی نے بھارت اور اسرائیل کے درمیان خفیہ تعلقات قائم ہونے اور پاک بھارت جنگ کے دوران اسرائیل سے اسلحہ منگوانے کا انکشاف بھی کیا ہے۔

بھارت اور اسرائیل کی مسلم دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسرائیل مسلمانوں کا قتل عام کرتا رہتا ہے اور بھارت میں بھی ہر سال مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی رہی ہے۔ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کا یہ تازہ گٹھ جوڑ ——— ہمارے لئے یقیناً باعث تشویش ہے۔

ایک طرف تو یہ واقعات جنم لے رہے ہیں اور دوسری طرف ہماری مغربی سرحدوں پر کمیونزم کے دستے دستک دے رہے ہیں۔ افغانستان میں مسلمانوں کا خون ارزاں ہو گیا ہے۔ وہاں کے مسلمان، اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

یہ تو ہمارے لئے بیرونی خطرناک حالات کا مختصر جائزہ ہے جو ہمیں درپیش ہیں۔ اس وقت اندرونی طور پر بھی اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیاں جاری ہیں۔ جگہ جگہ آئے دن قرآن پاک جلانے کے واقعات جنم لے رہے ہیں۔ تخریب کاری ایک منظم طریقہ پر ہو رہی ہے۔ اگرچہ ہم غیر سیاسی لوگ ہیں لیکن بہرحال اسلام اور ملک کا تحفظ تو ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ تخریب کاری

ابتدائیہ

کے واقعات میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کا ثبوت تو اخبارات نے مہیا کر دیا ہے۔ اس وقت لمبی گفتگو میں جانا نہیں چاہتے۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے کس طرح نمٹا جائے۔

قادیانیت کا فتنہ تو سب کے سامنے ہے اور یہ بات بھی اب کوئی ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ گہرے مراسم ہیں وہاں ان کے دفاتر بھی ہیں جو ربوہ کے ماتحت کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ قادیان جو مرزائیوں کے جھوٹے نبی کا جائے مسکن ہے اور قادیانیوں کے نزدیک مقدس جگہ ہے۔ اس کے لئے بھی ہدایات، ربوہ سے جاتی ہیں۔ تمام قادیانی اپنے اس مرکز (قادیان) کے حصول کی تمنا دل میں لئے عہد کئے ہوئے ہیں کہ وہ ہر حالت میں قادیان واپس جائیں گے۔ اس کے لئے قربانیاں دیں گے۔ اسی لئے قادیانیوں نے پاکستان میں اپنے قیام کو عارضی قرار دیا اور مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا محمود نے اپنے اعلان میں یہ کہا تھا کہ "ہندوستان کی تقسیم پہ رضا مند ہوئے ہیں۔ خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے"

قادیانیوں کے علاوہ جو بھی ملک دشمن گروہ ہے ——— وہ وطن عزیز میں افراتفری، بے چینی، انتشار پیدا کر کے فضا کو مکدر کر رہے ہیں۔ تاکہ ان کے عزائم، پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں۔ لہٰذا اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ قادیانی امت کے افراد پر ہم اعتماد نہیں کر سکتے۔

ہم نے مملکت خدا داد پاکستان کے ارد گرد ابھرنے والے واقعات اور اندرونی طور پر ملک دشمنوں کا ایک مختصر سا نقشہ کھینچا ہے۔ گویا خطرات کے بادل ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں لہٰذا ہمیں اپنی بقا کی فکر کرنی چاہیئے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اللہ رب ذوالجلال کے دربار میں اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیئے اور ملک میں اسلام کے نفاذ کا جو وعدہ ہم نے کیا تھا اسے پورا کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

ایسے موقعہ پر تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام اور سیاسی قائدین سے عرض کریں گے کہ خدارا یہ اختلافات پیدا کرنے کا موقع نہیں ہے بلکہ اس اتحاد اور اتفاق کی پہلے کہیں زیادہ اب ضرورت ہے بھانت بھانت کی بولیاں چھوڑیئے ——— اپنے اختلافات کو بھلا کر وطن عزیز میں اسلام اور ملک کے تحفظ کے لئے کام کیجئے۔ اگر آپ نے اختلافات کو نہ چھوڑا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

حقیقت چھپ نہیں سکتی ......

از :۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

صحیحین کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد متعدد اور مختلف الفاظ میں مروی ہے کہ :۔

من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی	جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

ایک اور روایت میں ہے ۔

من رآنی فقد رائی الحق	جس نے مجھے دیکھا اس نے سچا خواب دیکھا

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۴

خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کو اصل شکل و ہیئت اور حلیۂ مبارکہ میں دیکھے ۔ دوم یہ کہ کسی دوسری ہیئت و شکل میں دیکھے ۔ اہل علم کا اس پر تو اتفاق ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ کے اصلی حلیہ مبارکہ میں ہو تو ارشاد نبوی کے مطابق واقعی آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔ لیکن اگر کسی دوسری ہیئت و شکل میں دیکھے تو اس کو بھی زیارت نبوی کہا جائے گا یا نہیں ؟ اس میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ زیارت نبوی نہیں۔ کیونکہ ارشاد نبوی کے مطابق خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ آپ کو اصلی شکل وصورت اور حلیہ مبارک میں دیکھے۔ پس اگر کسی نے مختلف حلیہ میں آپ کو دیکھا تو یہ حدیث بالا کا مصداق نہیں —————— اور بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ آپ کو خواہ کسی شکل و صورت اور حلیہ میں دیکھے وہ آپ ہی کی زیارت ہے اور آپ کے اصل حلیہ مبارک سے مختلف شکل میں دیکھنا خواب دیکھنے والے کے نقص کی علامت ہے۔ شیخ عبدالغنی نابلسی تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں دونوں قسم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

فعلم ان الصحیح بل الصواب کما قالہٗ بعضھم ان رؤیاہ حق علیٰ ای حالۃٍ فرضت۔ ثم ان کانت بصورتہٖ الحقیقیۃ فی وقتھا سواء کان فی شبابہٖ او رجولیتہٖ او کھولتہٖ او اٰخر عمرہٖ لم تحتج الی تاویل۔ والّا احتیجت لتعبیر یتعلق بالرائی۔ ومن ثم قال بعض علماء التعبیر من راٰہ شیخًا فھو غایۃ سلم۔ ومن راٰہ شابًا فھو غایۃ حرب ومن راٰہ متبسمًا فھو متمسک بسنتہٖ ۔	پس معلوم ہوا کہ صحیح بلکہ صواب وہ بات ہے جو بعض حضرات نے فرمائی کہ خواب میں آپ کی زیارت بہر حال حق ہے، پھر اگر آپ کے اصل حلیہ مبارک میں دیکھا، خواہ وہ حلیہ آپ کی جوانی کا ہو، یا پختہ عمری کا۔ یا زمانہ پیری کا۔ یا آخری عمر شریف کا تو اس کی تعبیر کی حاجت نہیں۔ اور اگر آپ کی اصل شکل مبارک میں نہیں دیکھا تو خواب دیکھنے والے کے مناسب حال تعبیر ہوگی۔ اسی بنا پر بعض علمائے تعبیر نے کہا کہ جس نے آپ کو بڑھاپے میں دیکھا تو یہ نہایت صلح اور جس نے آپ کو جوان دیکھا تو یہ نہایت جنگ ہے ...... اور جس نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو یہ شخص آپ کی سنت کو تھامنے والا ہے ۔
وقال بعضھم من راٰہ علیٰ ھیئتہٖ وحالہ کان دلیلاً علیٰ صلاح الرائی وکمال جاھہٖ وظفرہٖ بمن عاداہ ومن راٰہ متغیر الحال عابسًا کان دلیلاً علیٰ سوء حال الرائی	اور بعض علمائے تعبیر نے فرمایا ہے کہ جس نے آپ کی اصل شکل و حالت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی درست حالت اس کی کمال وجاہت اور دشمنوں پر اس کے

معلومات

وقال ابن ابی جمرة رؤیاه فی صورة حسنة حسن فی دین الرائی ومع شین او نقص فی بعض بدنه خلل فی دین الرائی۔ لانّه صلی اللّٰه علیه وسلم کالمرأة الصقیلة ینطبع فیها ما یقابلها ۔ وان کانت ذات المرأة علی احسن حاله واکمله ۔ وهذه الفائدة الکبریٰ فی رؤیاه صلی اللّٰه علیه وسلم اذ به یعرف حال الرائی۔

(ج ۲ ص ۲۷۶ - ۲۷۷)

غلبہ کی علامت ہے۔ اور جس نے آپ کو غیر حالت میں (مثلاً) تیور چڑھائے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی حالت کے بُرا ہونے کی علامت ہے۔ حافظ ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی صورت میں دیکھنا دیکھنے والے کے دین کے اچھا ہونے کی علامت ہے اور عیب یا نقص کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والے کے دین میں خلل کی علامت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال شفاف آئینہ کی سی ہے۔ کہ آئینہ کے سامنے جو چیز آئے اس کا عکس اس میں آجاتا ہے۔ آئینہ بذات خود خواہ کیسا ہی حسین و باکمال ہو (مگر بھدی چیز اسمیں بھدی ہی نظر آئے گی) اور خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کا بڑا فائدہ یہی ہے کہ اس سے خواب دیکھنے والے کی حالت پہچانی جاتی ہے۔

٭ ٭ ٭

اسی سلسلہ میں مسند الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ایک تحقیق فتاویٰ عزیزی میں درج ہے، جو حسب ذیل ہے:

سوال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں اہلسنت اور دونوں فرقہ کو میسر ہوتی ہے اور ہر فرقہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم اپنے حال پر ہونا بیان کرتے ہیں اور اپنے موافق احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا بیان کرتے ہیں، غالباً دونوں فرقہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں افراط کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا اور خطرات شیطانی کو اس مقام میں دخل نہیں تو ایسے خواب کے بارہ میں کیا خیال کرنا چاہیے۔

جواب

یہ جو حدیث شریف ہے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو اس نے فی الواقع مجھ کو دیکھا تو اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث خاص اُس شخص کے بارہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت مبارک میں دیکھے جو بوقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک تھی اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث عام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وقت کی صورت میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی ابتدائے نبوت سے تا وقت وفات، جوانی اور کہن سالی اور سفر اور حضر اور صحت اور مرض میں جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صورت مبارک تھی اُن صورتوں میں سے جس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی فی الواقع اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوگا اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اسی طرح ..... نے کبھی نہ دیکھا ہے اور فرضیات کا اعتبار نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چار قسموں پر ہے۔

ایک قسم رؤیائے الٰہی ہے کہ اتصال تعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور دوسری قسم ملکی ہے اور وہ متعلقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مطہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور محبت میں سالک کا درجہ اور اس کے مانند اور جزامور میں تو ان امور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدس میں دیکھنا پردہ مناسبات میں ہو وے جو فن تعبیر میں معتبر ہے اور تیسری قسم رؤیائے نفسانی ہے کہ اپنے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صورت ہے اس صورت میں دیکھنا اور یہ تینوں قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بارہ میں صحیح ہیں اور چوتھی قسم شیطانی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدس میں شیطان اپنے کو خواب میں دکھلاوے اور یہ صحیح نہیں ہو سکتا یعنی ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدس کے مطابق شیطان اپنی صورت خبیث بنا سکے اور خواب میں دکھلا دے البتہ مغالطہ دے سکتا ہے اور تیسرے قسم کے خواب میں بھی کبھی شیطان ایسا کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اور بات کے مشابہ شیطان بات کرتا ہے اور وسوسہ میں ڈالتا ہے چنانچہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ نجم پڑھتے تھے اور بعض آیت کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو شیطان نے کچھ عبارت خود بنا کر پڑھ دی کہ اُس سے بعض سامعین مشرکین کا شبہ قوی ہو گیا اور یہ روایت اوپر ایک مقام میں مفصل مذکور ہوئی ہے تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں شیطان نے ایسا کیا تو خواب میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا اور اسی وجہ سے شریعت میں اُن احکام کا اعتبار نہیں جو خواب میں معلوم ہوویں اور خواب کی بات حدیث نہیں شمار کی جاتی تو اگر کوئی بدعتی

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں حکم فرمایا ہے کہ وہ حکم خلاف شرع ہو تو اس بزرگ کے قول پر اعتبار نہ کیا جاوے گا واللہ اعلم ہمیشہ خطوط سے مسرور کرتے رہیں والسلام۔

فتاویٰ عزیزی (اردو)

(جلد ا صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۶)

گزشتہ دنوں قادیانیوں کے نئے سربراہ مرزا طاہر احمد صاحب کی "خلافت" کی تائید میں قادیانی اخبار "الفضل ربوہ" میں "آسمانی بشارت" کے عنوان سے بعض چیزیں شائع کی گئیں۔ ان میں سے ایک کا تعلق خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ہے اس لئے اس کا اقتباس بلفظہٖ درج ذیل ہے:

"دیکھا کہ میں مسجد مبارک میں داخل ہو رہا ہوں۔ ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے۔ جتنی تیزی سے ورد کرتا ہوں سرور بڑھتا جاتا ہے، اور چاندنی واضح ہوتی جاتی ہے۔ محراب میں حضرت بابا گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ جیسی بزرگ شبیہ کی صورت میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نور کا ہالہ اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ باوجود کوشش کے شبیہ مبارک پر نظر نہیں ٹکتی۔"

(الفضل ربوہ ۷ نومبر ۱۹۸۲ء)

علم تعبیر کی رو سے اس خواب کی تعبیر بالکل واضح ہے۔ صاحب خواب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھوں کے پیشوا کی شکل میں نظر آنا اس امر کی علامت ہے کہ ان کا دین و مذہب، جسے وہ غلط فہمی سے اسلام سمجھتے ہیں، دراصل سکھ مذہب کی شبیہ ہے۔ اور ان کے روحانی پیشوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز نہیں بلکہ سکھوں کے پیشوا بابا گرو نانک کے بروز ہیں۔

اور صاحب خواب کو انوارات کا نظر آنا جس کی وجہ سے وہ خواب کی اصل مراد کو نہ پہنچ سکے۔ شیطان کی وہی تلبیس ہے جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے۔ اور ان انوارات میں یہ اشارہ تھا کہ ان کے پیشوا نے بابا نانک کا بروز ہونے کے باوجود تلبیس و تدلیس کے ذریعہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس سے ان کی طرح بہت سے حقیقت ناشناس لوگوں نے دھوکہ کھایا۔

چونکہ خواب کی یہ تعبیر بالکل واضح تھی شاید اسی لئے صاحب خواب کو مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا ناصر احمد صاحب نے خواب کے اظہار سے منع کیا، چنانچہ صاحب خواب لکھتے ہیں:

"پھر (مرزا بشیر احمد صاحب) فرمایا کسی سے خواب بیان نہیں کرنی۔ خلافت ثالثہ کا انتخاب ہوا تو پھر یہ نظارہ لکھ کر (مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں) بھجوا دیا۔ حضرت مرزا ناصر الجلال شمس صاحب کے ذریعہ پیغام ملا کہ حضور (یعنی مرزا ناصر احمد صاحب) فرماتے ہیں کہ خواب آگے نہیں بیان کرنی۔"

(مرزا عبدالرشید۔ وکالت تبشیر ربوہ)

مناسب ہے کہ اس خواب کی تائید میں بعض دیگر اکابر کے خواب و کشوف بھی ذکر کرائے جائیں۔

(۱) مولانا محمد لدھیانوی مرحوم "فتاویٰ قادریہ" میں لکھتے ہیں:

"مولانا صاحب (مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند) نے حسب وعدہ کے ایک فتویٰ اپنے ہاتھوں سے لکھ کر ہمارے ڈاک میں ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ شخص میری دانست میں غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا معلوم نہیں کہ اس کو کس روح کی اویسیت ہے۔"

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے تو اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا کہ مرزا صاحب کو کس کی روح سے "فیض" پہنچا ہے۔ مگر الفضل میں ذکر کردہ خواب سے یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو سکھوں کے مذہبی پیشوا سے روحانی ارتباط تھا۔ مرزا نے جو کچھ لیا ہے انہی سے لیا ہے۔

(۲) "مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لودیانہ میں آکر ۱۳۰۱ ہجری میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔ عباس علی صوفی اور منشی احمد جان مع مریداں اور مولوی محمد حسن مع اپنے گروہ اور مولوی شاہ دین اور عبدالقادر اور مولوی نور محمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ نے اس کے دعوے کو تسلیم کر کے امداد پر کمر باندھی منشی احمد جان نے معہ مولوی شاہ دین و عبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لودیانہ میں تشریف لائیں گے۔ اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہو گا۔

مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے بعد کمال بردباری اور

معلومات

تحمل کے فرمایا: ”اگرچہ اہل مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار معلوم ہو گا لیکن جو بات خدا جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے۔ بیان کئے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہو سکتا۔ وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو بے دین ہے“ منشی محمد یار لاہوری اول کتب فروش تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حسد کریگا۔ راقم الحروف (مولانا محمد بن عبد القادر لدھیانوی) نے مولوی عبد اللہ صاحب کو بعد برخاست ہونے جلسہ کے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلا تامل کسی کے حق میں زبان طعن کی کھولنی مناسب نہیں۔ مولانا عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا۔ لیکن آخر الامر یہ کلام خدا جل شانہ نے جو میرے سے اس موقع پر سرزد کروایا ہے خالی از الہام نہیں۔

اس روز مولوی عبد اللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے۔ بلکہ شام کو کھانا تناول نہ کیا۔ بوقت شب دو شخصوں نے استخارہ کروایا۔ اور آپ بھی اسی فکر میں سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر مع مولوی محمد صاحب و خواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھا ہوں۔ تین آدمی دور سے دھوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے۔ جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آگے آتا تھا اس نے دھوتی کھول کر تہبند کی طرح باندھ لیا۔ خواب ہی میں غیب سے یہ آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے۔ اسی وقت خواب سے بیدار ہو گئے اور دل کی پراگندگی یک لخت دور ہو گئی اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص ہو انہ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی مع دو ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا“

(فتاویٰ قادریہ صفحہ ۲)

(۳) (۴) مولانا عبد اللہ لدھیانوی کے ساتھ جن دو شخصوں نے استخارہ کیا تھا۔ ان کے بارے میں مولانا محمد صاحب لکھتے ہیں:

” استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے۔ اور دوسرے شخص نے خواب میں مرزا کو اس طرح دیکھا کہ ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لیکر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے جسکی تعبیر یہ ہے کہ مرزا دنیا کے جمع کرنے کے درپے ہے۔ دین کی کوئی پرواہ نہیں“ (حوالہ بالا)

(۵) اسی فتاویٰ قادریہ میں ہے کہ:

” شاہ عبد الرحیم سہارنپوری مرحوم نے (جو صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے) بروقت ملاقات فرمایا کہ مجھ کو کچھ استخارہ کرنے کے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طور سے سوار ہے کہ منہ اس کا دم کی طرف ہے، جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے میں پڑا ہوا نظر آیا۔ جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ بھی میں یقیناً کہتا ہوں کہ جو اہل علم اس کی تکفیر میں اب متردد ہیں کچھ عرصہ بعد سب کافر کہیں گے“

(صفحہ ۱۷)

(۶) مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ”شہادۃ القرآن“ میں (جو ۱۳۲۱ھ میں مرزا صاحب کی زندگی میں شائع ہوئی) لکھتے ہیں:

جب اس فرقہ مبتدعہ مرزائیہ کو کوئی اگلی تفسیر تائید نہیں تو کفار کی طرح اساطیر الاولین کہہ کر جھٹ انکار کر دیتے ہیں اور اگر ان کے روبروئے حدیث نبوی صلعم پڑھیں تو اسے بر عجیب علی کے مخالف و معارض قرآن بنا کر دور پھینک دیتے ہیں اور اپنی تفسیر بالرائے کو جو حقیقت میں تحریف و تاویل منہی عنہ ہوتی ہے مؤید بالقرآن کہتے ہیں (ظاہر ہے یہ طرز عمل کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔ (ناقل) بچارے کم علم لوگ اس سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور ورطہ تر ددات و گرداب شبہات میں گھر جاتے ہیں۔ سو ایسے شبہات کے وقت میں اللہ عزیز حکیم نے مجھ عاجز کو محض اپنے فضل و کرم سے راہ حق کی ہدایت کی اور ہر طرح سے ظاہراً و باطناً معقولاً و منقولاً مسئلہ حقہ سمجھایا۔ چنانچہ عنفوان شباب میں ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ اس طرح کہ آپ ایک گاڑی پر سوار ہیں اور بندہ اس کو آگے سے کھینچ رہا ہے اس حالت باسعادت میں آپ سے کادیانی علیہ ما علیہ کی نسبت عرض کی آپ نے زبان وحی ترجمان سے بالفاظ طیبہ یوں جواب فرمایا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔ اللہ تعالے اس کو جلدی ہلاک کر دے گا“

(شہادۃ القرآن طبع اول صفحہ ۴۴)

قسط ۶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ طیبہ میں

تحریر: جناب علی اصغر چشتی صابری ایم اے، ایل ایل بی، فاضل عربی، [illegible]

استحکام امن کے لئے بین الاقوامی معاہدہ

مدینہ المنورہ میں چونکہ مختلف النسل لوگ آباد تھے۔ ان کے مذاہب بھی الگ الگ تھے۔ اور معاشرتی لحاظ سے بھی ان میں یکسانیت نہیں تھی۔ اس لئے مدینہ پہنچ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا۔ کہ اس اختلاف و انتشار کو مٹانے کے لئے جملہ اقوام سے بین الاقوامی اصول پر ایک معاہدہ کر لیا جائے۔ اور اس طرح کی مختلف النسل و مختلف المذہب حضرات کے مجموعہ میں ٹھوس وحدت پیدا کی جائے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک تحریر تیار فرمائی۔ جس میں یہود سے امن و امان کا معاہدہ تھا۔ اور ان کے اپنے دین و مذہب پر رہنے اور مال و جائیداد کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا تھا۔ نیز ان کے فرائض اور حقوق کی نشاندہی کی گئی تھی۔

مدینہ میں جتنی قومیں آباد تھیں۔ سب نے اس معاہدے پر دستخط کر لئے۔

بعد ازاں آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ گردو نواح کے قبائل کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔ تاکہ اس خانہ جنگی کا انسداد ہو جائے۔ جو ان قبائل میں ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ اور قریش مکہ معاہدہ میں شامل افراد کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ بھی نہ کر سکیں۔ چنانچہ ہجرت کے پہلے ہی سال اس غرض سے آپؐ نے ودان تک سفر فرمایا۔ اور قبیلہ بنی حمزہ بن بکر بن عبد مناف کو اس معاہدہ میں شریک کر لیا۔ ربیع الاول ۲ھ کو رضوی کی طرف گئے۔ اور وہ کو براطہ کے لوگوں کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ جمادی الآخر میں ذی العشیرہ تشریف لے گئے۔ اور بنو مدلج سے معاہدہ کر کے مدینہ واپس ہوئے۔۔۔

قریش کا بُرا ارادہ

قریش کو ایمان لانے والوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو دشمنی تھی۔ اس کا میلان اب بھی ارتقاء کیطرف تھا۔ مسلمانوں نے ان سے تنگ آکر اپنا وطن چھوڑ دیا تین سو میل دور جا کر مہاجرانہ زندگی اختیار کی۔ لیکن انہیں اب بھی چین نہ آیا۔ اور مسلمانوں کو ستانے کے لئے "تدابیر سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی اور اس کے رفقاء کو جو اوس و خزرج میں ہنوز بت پرست تھے۔ لکھ بھیجا۔

قریش کی پہلی سازش

تم نے ہمارے شخص کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ اب تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے ساتھ لڑائی کرو۔ انہیں اپنے ہاں سے نکال دو۔ ورنہ ہم حلفیہ تمہیں یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہم سب مل کر مدینہ پر حملہ کر دیں گے۔ تمہارے جوانوں کو تہ تیغ کر دیں گے۔ اور تمہاری عورتوں کو اپنے قبضے میں لے لیں گے۔

جب ابن ابی کو یہ خط ملا۔ تو اس نے اپنے رفقاء سمیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ جب آپؐ کو اس سلسلے میں معلوم ہوا۔ تو خود جا کر اس حملہ کرنے والے مجمع کو مخاطب کیا اور فرمایا۔ قریش نے تمہیں جو دھمکیاں دی ہیں۔ اگر تم ان سے مرعوب ہو گئے اور ان کی دھمکیوں میں آگئے۔ تو اس سے تمہارا بہت ہی نقصان ہو گا۔ کیونکہ اس صورت میں تمہیں اپنے ہی عزیز و اقارب کے ساتھ لڑنا ہو گا۔ اور

اگر تم نے انہیں انکاری جواب دے دیا۔ پھر وہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے لگے۔ تو تمہیں اتنا نقصان نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس طرح تمہاری لڑائی اپنوں کے بجائے غیروں کے ساتھ ہو گی۔ آپ کے اس انداز بیان سے وہ اتنے متاثر ہوئے۔ کہ فوراً پورے کا پورا مجمع یکسر منتشر ہوگیا۔

قریش کی دوسری سازش

جب قریش کی یہ سازش بری طرح ناکام ہوگئی تو انہوں نے مدینہ کے یہودیوں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کیا۔ اور جب خفیہ طور پر انہیں قدرے کامیابی حاصل ہوئی۔ تو مسلمانوں کو کہلا بھیجا۔ کہ سے صاف بچ کر نکل آنے کے بعد تم مغرور نہ ہونا۔ ہم مدینہ آکر تمہارے ساتھ نمٹیں گے۔ ہم اب بھی تمہارے اوپر حاوی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی ریشہ دوانیوں کا آغاز کیا۔ ربیع الاول ۲ھ کا واقع ہے۔ کہ کرز بن جابر الفہری جو سرداران قریش میں سے تھا۔ مدینہ پہنچ کر اہل مدینہ کے وہ مویشی لوٹ کر لے گیا۔ جو باہر میدان میں چر رہے تھے۔

اسی سال ماہ رمضان میں ابوجہل نے مکہ میں یہ شور مچا دیا۔ کہ ہمارا وہ قافلہ جو شام سے آرہا ہے۔ مسلمان اسے لوٹنے کی کوشش کریں گے اس سے اس کا اصل مقصد یہ تھا۔ کہ جن لوگوں کے عزیز اس قافلے میں شریک ہیں۔ جن لوگوں کا مال تجارت اس میں لگا ہوا ہے اور وہ لوگ جو مسلمانوں سے متنفر ہیں۔ سب مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ کہ ابوسفیان اتنے بڑے قافلے کے ساتھ آرہا ہے۔ اور وہ اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ اس وقت حالات بھی ایسے ہیں۔ کہ مسلمانوں اور مشرکوں میں معرکہ آرائی کا سلسلہ جاری ہے۔ اور قریش مسلمانوں کے لئے ہر قسم کی مشکلات پیدا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے لوگوں کو آگے بڑھ کر اس کا سامنا کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس کا بہت زیادہ اہتمام اور فکر نہیں کی گئی۔ کیونکہ ابوسفیان کا قافلہ بہرحال ایک تجارتی قافلہ تھا۔

ادھر ابوسفیان کو جب یہ خبر پہنچی۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قافلہ کے مقابلہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ تو اس نے قریش سے فریاد کرنے کے لئے فوراً اپنا قاصد مکہ بھیج دیا۔ قریش تو ویسے بھی بہانے کی تلاش میں تھے۔ فوراً تیار ہو گئے۔

لشکر قریش کی تعداد

ابوجہل نے ایک ہزار بہادر اپنے ساتھ لے لئے۔ جن میں سے سات سو کے پاس سواری کے لئے اونٹ تھے۔ اور تین سو کے پاس گھوڑے۔ کھانے پینے اور دیگر لوازمات و ضروریات کا انتظام بھی کر لیا۔ ابوسفیان کا قافلہ تو بخیر و عافیت مکہ پہنچ گیا لیکن ابوجہل کا دانہ پانی چونکہ اب ختم ہونے والا تھا۔ اس لئے اس فوج کو لئے ہوئے برابر مدینہ کی طرف بڑھتا گیا۔ مسلمانوں کو یقین ہوگیا کہ قریش کی چڑھائی صرف غریب مسلمانوں کو ستانے کے لئے ہے۔

صحابہ کرامؓ سے مشورہ

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی۔ کہ قریش کا ایک جرار لشکر پوری نخوت کے ساتھ مکہ سے روانہ ہو چکا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا۔ مہاجرین نے قابل اطمینان جواب دیا۔ لیکن چونکہ آپؐ کا روئے سخن انصار کی طرف تھا۔ اس لئے دوبارہ مشورہ کیا۔ مہاجرین نے پھر تائید کی۔ آپؐ نے تیسری بار دریافت فرمایا۔ تو انصارؓ سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب کے منتظر ہیں۔ سعد بن معاذؓ نے عرض کیا۔ شاید حضورؐ نے سمجھا ہے۔ کہ انصار شہر سے باہر نکل کر ان کی اعانت کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ میں انصار کی جانب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔ ہم ہر حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں گے۔ آپؐ اگر عراق کے چشمے تک چلیں گے۔ تو ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ اگر سمندر میں گھس جانے کا حکم دیں گے۔ تو ہم بالکل پس و پیش نہیں کریں گے۔ مقداد کہنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ سے ایسا نہ کہیں گے۔ جیسا کہ موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔ ”اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون“

ہم تو آپ کے دائیں لڑیں گے بائیں لڑیں گے۔ آپ کے سامنے آکر لڑیں گے۔ اور آپ کے پیچھے لڑیں گے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کی زبان سے یہ الفاظ سن لئے۔ تو چہرۂ انور خوشی سے دمکنے لگا اور فرمایا۔ سیروا وابشروا (چلو اور بشارت حاصل کرو)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر مدینہ سے چلے۔ مسلمان پہلے سے کچھ تیار نہ تھے۔ مہاجر و انصار مل کر تین سو تیرہ افراد ایسے نکلے جو میدان کارزار میں جانے کے قابل تھے۔ اس لشکر کے ساز و سامان کا اندازہ اسی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ تمام لشکر میں دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے۔ جب بدر پہنچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ دشمن کا لشکر جو ہر لحاظ سے ان سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اترا ہوا ہے۔ ابھی جنگ کی ابتدا نہیں ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کا ملاحظہ فرمایا۔ اور بتایا۔ کہ کل انشاءاللہ

فلاں کافر اس جگہ اور فلاں فلاں اس جگہ قتل ہوں گے۔

۱۷ رمضان المبارک کو جنگ کا آغاز ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلا کر دعا فرمائی اور عرض کیا۔ کہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج کفار مکہ کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئی۔ تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نام لیوا کوئی بھی نہ رہے گا۔ بظاہر مسلمانوں کی حالت بڑی عجیب تھی۔ نہ ان کے پاس کھانے پینے کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ نہ ان کے پاس کفار مکہ کی طرح ہتھیار تھے تعداد بھی نسبتاً بہت کم تھی لیکن در اصل وہی ہوتا ہے۔ جو منظور خدا ہوتا ہے۔ یہ اگرچہ مادی لحاظ سے بالکل کمزور تھے۔ لیکن ان کے دل ایمان کے نور سے منور تھے۔ ان کے پاس ایمان و ایقان کی وہ طاقت تھی۔ جس کا مقابلہ کرنا کفار کے بس میں نہیں تھا۔ میدان کارزار میں انہوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ رب العالمین نے ایسی نصرت فرمائی۔ کہ کفار کو شکست فاش کھا گئے۔ وہ جس قدر غرور اور نخوت اپنے ساتھ لائے تھے اس سے کہیں زیادہ ذلت اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کے ستر مشہور آدمی اسیر اور ستر بہادر مارے گئے۔ ابوجہل بھی جہنم تک پہنچ گیا۔ وہ چودہ سردار جو دار الندوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے مشورہ میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے گیارہ کو موت کا پیالہ پینا پڑا۔

قرآن مجید میں اس جنگ کا نام "یوم الفرقان" ہے۔ کیونکہ اہل کتاب اور مسلمانوں کو ان پیش گوئیوں کی وجہ سے اسلام کی صداقت پر ایک عمدہ دلیل مل گئی تھی۔ خداوند قدوس نے اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں اس انداز سے فرمایا ہے:۔

"ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون" یعنی خدا نے بدر میں تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے۔ رب تعالیٰ کے تقویٰ کو اختیار کرو تاکہ اس کے شکر گزار ہو۔

قریش کی تیسری سازش

بدر میں کفار مکہ کو ان کے زعم کے خلاف شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا۔ جس سے انہیں حد درجہ شرمندگی ہوئی۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ نادم اور رسوا تھا۔۔۔ مسلمانوں کے لئے ان کے دلوں میں جو نفرت اور عداوت تھی۔ وہ پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ اور اب وہ مکمل طور پر اسی سوچ میں پڑ گئے۔ کہ کس طرح مسلمانوں سے اپنی شکست کا انتقام لیں۔ ابوسفیان نے نہانے دھونے سے قسم کھائی تھی۔ اور اس کا دل غیظ و غضب سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ دو سو سواروں کو لے کر مکہ سے نکلا۔ جب مدینہ کے قریب پہنچا۔ تو اپنے رفقاء کو باہر چھوڑ کر خود رات کی تاریکی میں مدینہ کے اندر آیا۔ سلام بن مشکم سے ملاقات کی۔ رات بھر اسی کے پاس رہا۔ بالآخر دونوں کے مشورہ سے یہ طے پایا۔ کہ مقابلہ کے لئے حالات سازگار نہیں۔ رات کے آخری حصے میں ابوسفیان وہاں سے نکلا۔ راستے میں مسلمانوں کے پھلدار درختوں اور کھجوروں کو غصے کے مارے آگ لگائی۔ ایک مسلمان اور اس کے حلیف کو قتل بھی کر دیا۔ جب مسلمانوں کو اطلاع ملی۔ تو انہوں نے قرقرۃ الکدر تک اس کا پیچھا کیا۔ اس لحاظ سے یہ غزوہ قرقرۃ الکدر کے نام سے مشہور ہوا۔

قریش کی چوتھی سازش

یا

جنگ احد

قریش مکہ نے اگلے سال پھر مدینہ پر حملہ کیا۔ اس بار ان کے پاس جتنے ذرائع تھے۔ سب کو بروئے کار لا کر انہوں نے تیاری کی تھی۔ پانچ ہزار بہادروں کا لشکر جرار مدینہ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ ان میں سے تین ہزار کے پاس اونٹ، دو سو کے پاس گھوڑے اور سات سو کے پاس زرہیں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مدینہ کے اندر رہ کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ لیکن اکثریت کی رائے یہ تھی۔ کہ مدینہ سے تقریباً تین کوس کے فاصلے پر احد کی پہاڑی تک جا کر ان کی مدافعت کی جائے۔ چنانچہ اسی کثرت رائے پر فیصلہ ہوا۔

مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ دریں اثنا عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنے تین سو رفقاء کو اسلامی لشکر سے الگ کر دیا۔ اور اب مسلمان صرف سات سو افراد مقابلہ کے لئے رہ گئے۔

جنگ شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے ابتدا میں کفار کو شکست دی۔ ان کے مشہور علم برداروں میں سے آٹھ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تہ تیغ کر دیا۔ کفار مکہ کو میدان چھوڑنا پڑا۔ ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ لیکن جب ان مسلمان تیر اندازوں نے اس درہ کو چھوڑ دیا۔ جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بٹھایا تھا۔ تو دشمن نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیچھے کی طرف سے آکر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمان اس وقت بیچ میں آگئے۔ اور اب ان کے لئے مقابلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ نتیجتاً انہیں کافی نقصان ہوا۔ اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر بھی پھینکے گئے۔ ابن قمیہ کے تیر

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے آپ کی پیشانی اور ابن ہشام کے پتھر سے بازو مبارک زخمی ہوا۔ عتبہ نے پتھر پھینکا تو آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ مصعب بن عمیرؓ کو شہید کر دیا گیا۔ سیدنا و سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ انسؓ بن نضیر نے جب مسلمانوں کی حالت دیکھی تو پوچھا۔ کیا حال ہے؟ جواب ملا۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ جوش میں آکر کہنے لگے "موتوا علی ما مات رسول اللہ" آؤ جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے ہم بھی اسی کام پر جان قربان کر دیں۔ یہ کہہ کر دشمن پر حملہ کیا۔ اور ستر زخم کھا کر شہید ہو گئے۔

بعض صحابہ رضہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کاش آپ ان مشرکین پر بد دعا فرمائیں۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "انی لم اُبعث لعاناً ولکن بُعثتُ داعیاً ورحمۃً، اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" یعنی میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا۔ مجھے تو خدا کیطرف سے دعوت دینے والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے۔ الٰہ العالمین! میری قوم کو ہدایت فرما۔ کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔

قریش کی پانچویں سازش

جنگ احد کے بعد کفار مکہ نے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے مختلف تدابیر پر عمل کیا۔ چنانچہ ۳ھ میں قریش نے قوم عضل اور قارہ کے سات افراد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے آکر آپؐ کے سامنے یہ اظہار کیا۔ کہ انہیں معلمین کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے قبیلے کے اکثر افراد اسلام قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس بزرگ صحابہؓ کو عاصم بن ثابت کی قیادت میں ان کے ساتھ کر دیا۔ جب یہ حضرات مکمل طور پر ان کی زد میں پہنچ گئے۔ تو ان کے دو سو جوانوں نے آکر انہیں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مقابلہ کرتے کرتے آٹھ صحابہؓ نے تو جام شہادت نوش فرمایا۔ جبکہ خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ کو انہوں نے قید کر لیا۔ بعد میں ان دونوں حضرات کو صلیب پر لٹکا دیا گیا۔

ایک اور سازش

ابو براء عامر نے بھی ایسا ہی فراڈ کیا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ ملک نجد میں تبلیغ و تعلیم کے لئے میرے ساتھ معلمین بھیج دیجئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ یقین بھی دلایا۔ کہ وہ ان معلمین کی حفاظت کا بہت ہی خیال رکھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ صحابہ کرام کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کر دیا۔ جن میں منذر بن عمرو انصاری بھی تھے۔ یہ سب کے سب صحابہ اعلیٰ درجہ کے قاری اور فاضل تھے۔ جب یہ حضرات بئر معونہ تک جا پہنچے تو وہاں سے حرام بن ملحان کو نامۂ نبوی دے کر طفیل حاکم کے پاس بھیجا گیا۔ حاکم جو بڑا ہی شقی القلب اور بدبخت تھا۔ فوراً غصہ میں آیا۔ اور اسی وقت سفیر کو قتل کر دیا۔ باقیماندہ معلمین کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کر دیا۔ چنانچہ ستر کے ستر صحابہؓ جام شہادت پی کر جان شیریں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

قریش کی چھٹی سازش

قریش اگرچہ اپنے جملہ تدابیر میں ناکام ہوتے گئے۔ تاہم ابھی تک انہوں نے اپنی شکست تسلیم نہیں کی تھی۔ اور وہ برابر اپنے ناپاک عزائم کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں تھے۔ انہیں چونکہ بالآخر ذلیل ہونا ہی تھا۔ اس لئے ان کے تمام کام بے ڈھنگے ان کی تمام باتیں لایعنی اور تمام وعدے ناقابل اعتماد ہو چکے تھے۔ ان کی زبان، بیان اور یکسانیت میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ان کے ذہنوں کے اوہام، دلوں کے خیالات اور زبانوں کے الفاظ میں بہت بڑا تضاد پیدا ہو چکا تھا۔ یہ الٹ پھیر ان کی سوسائٹی میں خلاف رسم، خلاف رواج اور خلاف عادت پیدا ہو چکی تھی۔ صرف اور صرف ان کی بر نہ آنے والی تمنا کا نتیجہ تھی۔

۶ھ کو قریش کے ساتھ مقام حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس کی ایک دفعہ میں صراحتہً یہ شق موجود تھی۔

دس سال تک جنگ نہ ہوگی۔ اس شرط میں جو قومیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملنا چاہیں۔ وہ ادھر مل جائیں۔ اور جو قریش کے حامی ہیں۔ وہ ادھر مل جائیں۔ چنانچہ بنی خزاعہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اختیار کیا۔ اور بنو بکر قریش کے ساتھ مل گئے۔ ابھی دو سال بھی پورے نہ ہونے پائے تھے۔ کہ بنو بکر نے اچانک بنو خزاعہ پر حملہ کیا۔ قریش نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کھل کر بنو بکر کا ساتھ دیا۔ بنو خزاعہ کو بہت بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ عمرو بن سالم الخزاعی نے مدینہ آکر اپنی مظلومی اور بربادی کی داستان سنائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مکہ کی جانب بڑھنے لگے۔ راستے میں ابو سفیان بن الحارث اور عبد اللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے انہیں دیکھا۔ اور رخ مبارک پھیر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو یہ ترکیب بتائی کہ برادران یوسف نے جن الفاظ کا استعمال کیا تھا۔ انہی الفاظ کے ذریعے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاکر معافی مانگ لیں۔ ان دونوں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی "تاللہ لقد آثرک اللہ علینا الخ" آپ نے جواب میں فرمایا۔

"لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین" نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے۔ کہ اہل مکہ کو اس آمد کی خبر نہ ہونے پائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دوسرے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ فوج مختلف راستے اختیار کر کے شہر میں داخل ہو جائے۔ اور ساتھ ساتھ یہ ارشادات بھی فرمائے۔ کہ جو کوئی شخص ہتھیار پھینک دے۔ اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو شخص خانہ کعبہ کے اندر بیٹھا ہے۔ اُسے کچھ نہ کہا جائے۔ جو ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے اُسے پناہ دی جائے جو حکیم بن حزام کے ہاں چلا جائے۔ اُسے چھوڑ دیا جائے۔ جو راہ فرار اختیار کرے اُسے بھاگنے دیا جائے، جو زخمی ہو جائے اس کا کام تمام نہ کیا جائے۔ اور جو قیدی ہو جائے اُسے بھی قتل نہ کیا جائے۔

شہر میں داخلہ کے دوران خالد بن ولید کے دستہ کے ساتھ کچھ معمولی مقابلہ ہوا جس کے نتیجے میں دو مسلمان شہید ہوئے اور ۲۸ کفار کا کام تمام ہوا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکائے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے ہوئے اونٹ کی سواری پر بیت اللہ کی طرف جا رہے تھے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ بیت اللہ پہنچ کر آپ نے کمان کے گوشے سے ایک ایک بت کو گرانا شروع کیا۔ زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔

"جآء الحق وزھق الباطل، ان الباطل کان زھوقا"

حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والی چیز ہے۔

(جاری ہے)

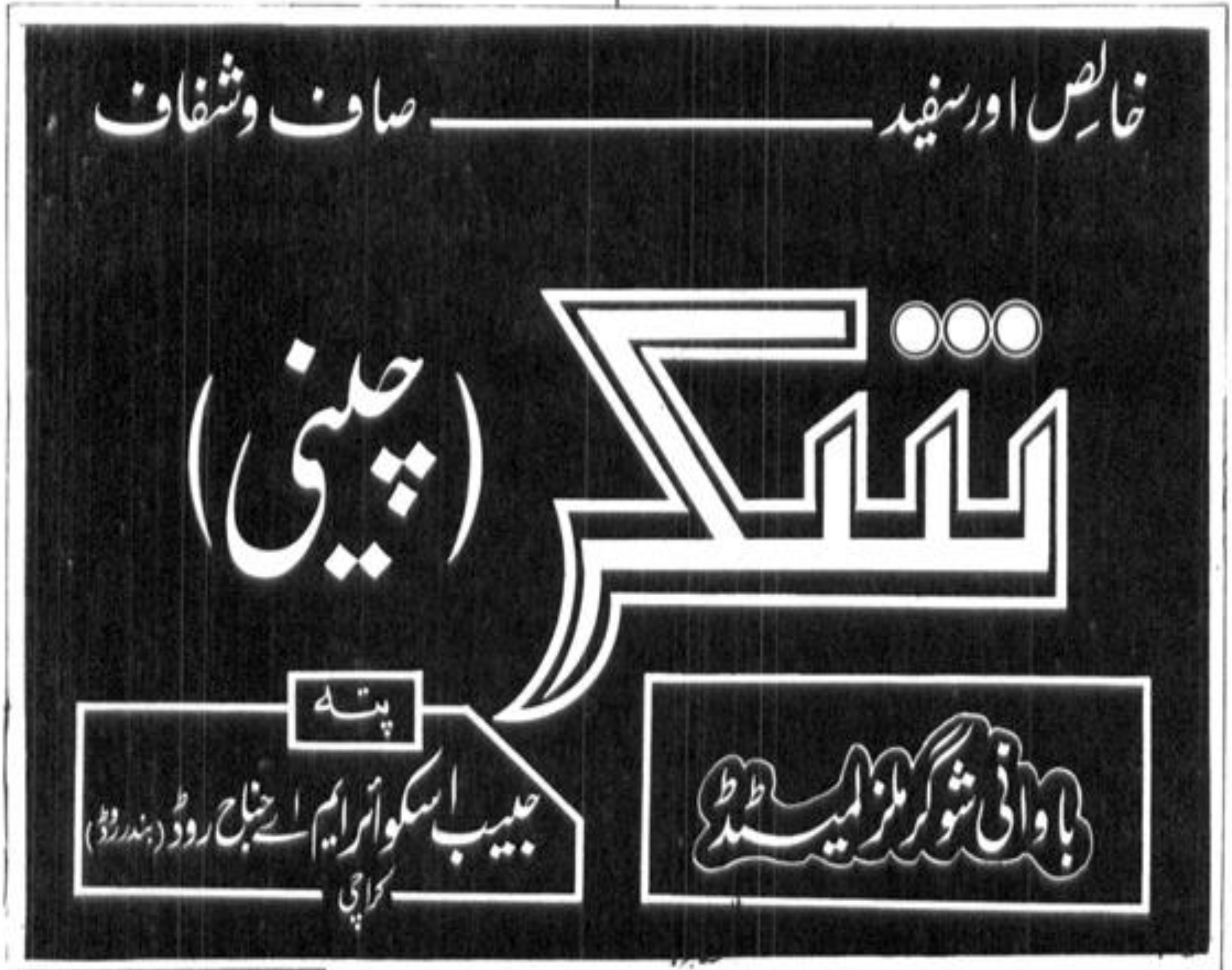

مقالہ

ایک غلطی کا ازالہ

تحریر: عطاء الرحمان رحمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین کی تبلیغ ایک نہایت اہم فریضہ ہے۔ جو اس امت کے ذمہ ہے۔ لیکن عقل و نقل سے یہ بات ثابت ہے کہ تبلیغ سے قبل دین کا حاصل کرنا اور سیکھنا ضروری ہے۔ اور جتنا کچھ حاصل کرے۔ اس حد تک تبلیغ کرے۔

لیکن آج کل صحافت اور تحریر کا دور ہے۔ اسکولوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ حضرات جنہوں نے علوم دینیہ کو باقاعدہ حاصل نہیں کیا ہوتا۔ وہ بھی غالباً تبلیغ دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس موضوع پر مقالات تحریر فرماتے ہیں اور ان کا مطالعہ چونکہ سرسری ہوتا ہے۔ اس لئے لبا اوقات ان سے لغزش ہو جاتی ہے۔ جو کہ خلاف حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ نقصان دہ بھی ہوتی ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ یہ حضرات اگر دینی مسائل پر کوئی مقالہ تحریر فرمائیں۔ تو علماء راسخین سے ملاحظہ کروائیں۔ بعد میں شائع کروائیں۔ یا وہ ادارے جو دین کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ وہ ہر شخص کا مقالہ آنکھیں بند کر کے شائع نہ فرمائیں۔ بلکہ علماء راسخین کے مقالات شائع فرمائیں ورنہ ان سے ملاحظہ کروا کر شائع کریں۔ اس کے بغیر صراط مستقیم پر قائم رہنا بہت ہی مشکل ہے۔ اگرچہ کوئی کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو۔

اس کی مثال ہمارے سامنے جناب ڈاکٹر سید زاہد علی صاحب واسطی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ڈی۔ ٹی۔ ایچ کا مقالہ "شراب کی حقیقت اور مضرت" ہے جسے بعض اداروں نے شائع کیا ہے۔ افسوس کہ پھر اس کو ایک ماہنامہ جو کراچی سے شائع ہوتا ہے، نے صفر ۱۴۰۳ھ دسمبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں اس کو شائع کیا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ مقالہ قابل قدر معلومات پر مشتمل ہے۔ لیکن اس میں مندرجہ ذیل واقعہ محل نظر ہے۔ "ایک روز حضرت حمزہؓ نے شراب کے نشہ میں حضرت فاطمہؓ کی اونٹنی کا پاؤں زخمی کر دیا۔ حضرت علیؓ نے حضور اکرمؐ کے پاس آ کر اطلاع دی۔ حضورؐ اٹھ کر حضرت حمزہؓ کی طرف گئے۔ تو انہیں فضول اور واہی سیدھی باتیں کرتے ہوئے پایا۔ ایسی حالت میں آپ نے انہیں سمجھانا مناسب نہ سمجھا۔ اور واپس چلے گئے۔ پھر حضرت علیؓ سے فرمایا۔ علیؓ! تم دیکھو گے کہ فاطمہؓ کی اونٹنی کا یہ زخم کسی دن حمزہؓ کو لے ڈوبے گا۔ چنانچہ جنگ احد میں حضرت حمزہؓ کے ساتھ جب مذکورہ واقعہ پیش آیا تو حضورؐ نے فرمایا، علیؓ! تم نے دیکھا کہ فاطمہؓ کی اونٹنی کے زخم نے حمزہؓ کے ساتھ کیا کیا؟ (شراب کی حقیقت اور مضرت صفحہ ۵) اب قارئین کرام خود اندازہ لگائیں۔

کہ اس بے بنیاد واقعہ سے شراب کی حقیقت اور مضرت ثابت ہو رہی ہے۔ یا کہ سید الشہداء کی شہادت کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ اور ان کی قربانی کو شہادت کے بجائے گناہ کا خمیازہ اور اللہ کی طرف سے گرفت قرار دیا جا رہا ہے۔......

نعوذ باللہ من ذالك۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو دینی علوم میں مہارت ہوتی تو وہ محض "دربار نبی" نامی کتاب سے یہ واقعہ دیکھ کر نقل نہ کر دیتے۔ بلکہ ذخیرۂ حدیث میں اس واقعہ کی حقیقت معلوم کر کے نقل کرتے۔ بخاری شریف میں یہ واقعہ تقریباً تین جگہ پر اور مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔ اب روایت ملاحظہ فرمائیے۔

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال اصبت شارفا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مغنم یوم بدر قال واعطانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شارفا اخری فانختہما یوما عند باب رجل من الانصار وانا ارید ان احمل علیہما اذخرا لابیعہ ومعی صائغ من بنی قینقاع فاستعین بہ علی ولیمۃ فاطمۃ وحمزۃ بن عبد المطلب یشرب فی ذالک البیت معہ قینۃ قالت: ع الا یا حمز للشرف النواء فثار الیہما حمزۃ بالسیف فجب اسنمتہما وبقر خواصرہما ثم اخذ من اکبادہما قال علی فنظرت الی منظر افظعنی فاتیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ زید ابن حارثۃ فاخبرتہ الخبر فخرج معہ زید فانطلقت معہ فدخل علی حمزۃ فتغیظ علیہ فرفع حمزۃ بصرہ وقال ہل انتم الا عبید لآبائی فرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقہقر حتی خرج عنہم وذالک قبل تحریم الخمر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کے دن مال غنیمت میں ایک اونٹنی ملی۔ اور آپؐ نے ایک دوسری اونٹنی بھی مجھے عطا فرمادی۔ ایک دن میں نے ان دونوں کو ایک انصاری کے دروازے پر بٹھایا۔ اور میرا ارادہ تھا کہ ان پر اذخر گھاس لاد کر بیچ لاؤں ساتھ قبیلہ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا۔ حضرت حمزہؓ اسی گھر میں شراب پی رہے تھے، اور ان کے ساتھ ایک گانے والی بھی تھی جو یہ گا رہی تھی۔ کہ اے حمزہ آگاہ ہو جا۔ ان فربہ اونٹنیوں کو لو اور ذبح کرو۔ حضرت حمزہؓ تلوار لے کر اٹھے اور ان دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے۔ اور ان کے کولہے کاٹ کر کلیجیاں نکال لیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس منظر نے گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور زید بن حارثہ بھی آپ کی خدمت میں تھے۔ میں نے آپ کو خبر دی تو آپؐ کے ساتھ زید بھی نکلے۔ میں بھی ساتھ چلا۔ حضرت حمزہؓ کے پاس پہنچ کر آپ ان پر ناراض ہوئے۔ تو حضرت حمزہؓ نے آنکھ اٹھائی۔ اور نشہ کی حالت میں کہنے لگے۔ تم لوگ میرے باپ دادا کے غلام ہو

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

قومی اخبارات کا مطالعہ

گذشتہ دنوں صدر مملکت پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے دو روزہ سیرت کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو خراج تحسین پیش کیا کیونکہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی جمیلہ سے جنوبی افریقہ میں پاکستان کا غیر سرکاری وفد کیس کی پیروی کے سلسلہ میں پہنچا جس میں اور قابل صد احترام علماء کرام اور وکلاء کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ کے انچارج حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم اشعر بھی تشریف لے گئے۔ خداوند قدوس نے فضل وکرم فرمایا اور وفد کامیابی وکامرانی سے واپس لوٹا۔ ذیل میں بہاول پور کے ایک کثیر الاشاعت روزنامہ سیادت کی خبر اور اداری نوٹ شکریہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ خادم ختم نبوت محمد اسماعیل شجاع آبادی بہاول پور

قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کا نوٹس بھی لیا جائے۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر قومی سیرت کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے منجملہ دوسری باتوں کے تحریک ختم النبوۃ کی کوششوں کو سراہا۔ اور اسے خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں عقیدہ ختم النبوۃ کے تحفظ کے لئے قابل قدر کام ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ دنوں افریقہ میں ایک فتنہ اٹھا تھا لیکن خدا کا شکر ہے وہ ختم ہو گیا۔ آج پاکستان سے ایک غیر سرکاری وفد نے وہاں جاکر اس فتنے کا قلع قمع کرنے میں حصہ لیا، اس عمل میں اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم بھی شامل حال رہا۔ صدر ضیاء الحق کا ختم النبوۃ کے عقیدہ کی حفاظت کے لئے کام کرنے والوں کو خراج تحسین بجائے خود لائق تحسین وستائش ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق پاکستان کے پہلے صدر ہیں جنہوں نے تحفظ ختم کے لئے جہد وسعی کرنے والوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ ورنہ ماضی کے ادوار میں تو تحفظ ختم نبوت کے لئے ایمان افروز جد وجہد کرنے والوں کو زندان اور دار ورسن ہی نصیب ہوتے تھے۔ ختم النبوۃ کے لئے کام کرنے والوں کو خراج تحسین پیش کرنے پر ہم صدر ضیاء الحق کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم یہ گذارش کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ پاکستان میں قادیانی جن فتنہ پردازیوں اور اشتعال انگیزیوں میں مصروف ہیں ان کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

قادیانی غیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی میں مصروف ہیں وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے موسوم کر کے مسجد کی بدترین اہانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح قادیانی اپنے پیشوا کے حواریوں کو صحابہ کہہ کر صحابہ کرام کی توہین کر رہے ہیں۔ پھر معاملہ صرف اصطلاحات تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کی کتابوں میں ایسی عبارتیں کثرت سے درج ہیں جن سے مسلمانوں کی شدید دل آزاری ہوتی ہے یہ بدترین قسم کی فتنہ پردازی ہے۔ افریقہ میں تو فتنہ فرو ہو گیا ہے، لیکن پاکستان میں قادیانیوں کی فتنہ پردازی باقی ہے۔ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ اور اس کا قلع قمع کیا جائے۔ وہ غیر سرکاری وفد جس نے افریقہ میں قادیانیوں کے فتنہ کے خاتمہ کے لئے مؤثر کام کیا تھا۔ اسی وفد کے اراکین مطالبہ کر رہے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں کی اشتعال انگیزی کا خاتمہ کیا جائے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور اشتعال انگیزیوں کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

قومی اخبارات کا مطالعہ

دیہاتیوں کے احتجاج پر قادیانی کی میت کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکلوا کر غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا

قادیانیوں کا جنازہ پڑھنا پڑھانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا غیر شرعی ہے: علماء کا فتویٰ

بورے والا ۱۰ر جنوری (نامہ نگار) گذشتہ روز یہاں ایک قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینے سے مسلمان دیہاتیوں میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا جس پر علماء سے فتویٰ لینے کے بعد مقامی اسسٹنٹ کمشنر نے بیس روز کے بعد نعش کو قبر سے نکلوا کر عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرا دیا۔ تفصیلات کے مطابق نواحی چک نمبر ۲۹۱ ای بی کے امام مسجد مولانا سعید احمد نے مقامی اسسٹنٹ کمشنر چودھری سعید احمد کو درخواست دی کہ گاؤں میں مسلمانوں کے قبرستان میں ایک قادیانی، محمد علی کو دفن کر دیا گیا ہے، جس سے گاؤں کے مسلمانوں کے جذبات انتہائی مشتعل ہیں۔ اس لئے امن عامہ کی خاطر میت کو قبر سے نکالا جائے۔ اس نازک صورتحال کے پیش نظر اسسٹنٹ کمشنر نے علاقہ کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالرحیم نعمانی سے رابطہ کیا اور انہیں اس بات میں فتویٰ دینے کے لئے کہا۔ چنانچہ دارالعلوم عربیہ اسلامیہ بورے والا کے مفتی مولانا فضل احمد اور مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے مفتی مولانا محمد انور نے فقہائے احناف کے فیصلے کی روشنی میں فتویٰ دیا کہ قادیانی شرعی اور قانونی طور پر غیر مسلم ہیں۔ اس لئے ان کا جنازہ پڑھنا پڑھانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا قطعی ناجائز اور غیر شرعی ہے اور اگر کہیں کسی قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہو تو اس کی قبر سے میت کو نکالا جانا ضروری ہے چنانچہ اسسٹنٹ کمشنر بورے والا اس فتویٰ کی روشنی میں اسسٹنٹ چودھری سعید احمد، اے ایس پی اختر علی بلوچ اور مسلح پولیس گارڈ کے ہمراہ گاؤں پہنچے۔ جہاں انہوں نے قبر سے میت نکلوا کر عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرا دی۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ر جنوری ۱۹۸۳ء)

قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار

ملتان ۹ جنوری (نمائندہ جنگ) انجمن خدام ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ قاری محمد عباس ارشد نے ایک بیان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا ہے .... اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان سرگرمیوں کے موثر سدباب کے لئے ۱۹۷۴ء کے آئینی ضابطوں پر مکمل عملدرآمد کیا جائے بیان میں کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کے ترجمان روزنامہ ”الفضل“ میں شائع شدہ مضمون سے مسلمانوں میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۸ر جنوری ۱۹۸۳ء)

مرزائیت کے علمبردار ہفت روزہ کا ڈیکلریشن منسوخ کیا جائے

لاہور ۸ر جنوری (پ ر) تحریک طلبہ اسلام پاکستان کے رہنماؤں محمد عباس نجمی، شاہد محمود کاشمیری، سید کفیل بخاری، فاروق الحسن معاویہ اور قمر الحق قمر نے اپنے مشترکہ بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ مرزائیت کے علمبردار ہفت روزہ ”لاہور“ کا ڈیکلریشن منسوخ کر کے اس کا تمام سابقہ ریکارڈ ضبط کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بظاہر علم و ادب کا سہارا لینے والا یہ جریدہ درحقیقت مرزائیت کا مبلغ ہے اور اس کی اشاعت مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے خلاف منافرت پھیلانے اور شر انگیزی کا باعث بن رہی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۸ر جنوری ۱۹۸۳ء)

قادیانیوں کا قانونی اور مذہبی سربراہ میں ہوں

گوجرانوالہ ۹ر جنوری (نمائندہ جنگ) ڈویژنل کمشنر جی ایم پراچہ کی عدالت میں ایک شخص رحمت اللہ اروپی نے ایک دعویٰ دائر کیا ہے کہ قانونی اور مذہبی اعتبار سے وہ قادیانی جماعت کا سربراہ ہے اور قادیانی فرقہ کے خلاف وہ پہلے ہی عدالت سے اس سلسلہ میں ڈگری حاصل کر چکا ہے۔ ڈویژنل کمشنر نے ابتدائی سماعت کے بعد دعویٰ برائے مزید کارروائی ایڈیشنل کمشنر ریونیو کی عدالت میں بھیج دیا ہے جس کی آئندہ تاریخ کی پیشی ۱۳ر جنوری مقرر ہوئی ہے۔ رحمت اللہ نے یہ دعویٰ قادیانیوں اور لاہوری قادیانیوں دونوں فریقوں کے خلاف دائر کیا ہے۔ اس کا موقف یہ ہے کہ قادیانیوں کے دونوں فرقے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرتے ہیں جبکہ وہ اپنے آپ کو قادیانی سمجھتا ہے اس لئے اس فرقے کا قانونی اور مذہبی سربراہ صرف وہ خود ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ ۱۰ر جنوری ۱۹۸۳ء)

شخصیت

مفکرِ احرار، قائدِ تحریکِ آزادی

چوہدری افضل حق مرحوم

پولیس کا مختصر نویس جو مفکر احرار بن کر ابھرا

تحریر: محمد فاروق قریشی

چوہدری صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی انگریز سامراج اور انگریز کی معنوی اولاد اور خود کاشتہ پودا مرزائیت کے خلاف جہاد میں گذاری۔ موصوف جہاں ایک منجھے ہوئے سیاست دان، تحریک آزادی کے سرکف مجاہد، شعلہ بیان خطیب تھے۔ وہاں موصوف کو خداوند کریم نے دھڑکتا ہوا دل اور بے باک قلم سے نوازا تھا۔ چوہدری صاحب کی شخصیت و کردار پر ملک کے معروف صاحب قلم جناب فاروق قریشی نے ایک اہم مضمون لکھا۔ جو کہ روزنامہ جنگ مورخہ ۹ جنوری میں شائع ہوا۔ مضمون کی اہمیت کے پیش نظر ہم جناب فاروق قریشی اور روزنامہ جنگ لاہور کے شکریہ کے ساتھ شامل اشاعت کر رہے ہیں ——————

رواں صدی کے آغاز میں قافلہ سالاران حریت میں بڑے بڑے نامور مسلمان قائدین گذر رہے ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ صدی کے جمود کو توڑا۔ مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔ اپنے فکر و عمل سے ولولہ تازہ دیا۔ مسلمانوں کی رگوں میں آگ دوڑائی اور برطانوی سامراج کے خلاف صف آراء کر دیا۔ اس قافلے میں ایک شخص افضل حق دکھائی دیتا ہے جو ابتدائی تعلیم مکمل کر کے برطانوی سامراج کی پولیس میں بھرتی ہو گیا اور اس کے سپرد حریت پرور خطیبوں کی تقریریں نوٹ کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ اس کی طبیعت اس طرف مائل نہ تھی اور اپنی طبیعت پر زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکا۔ ایک روز برعظیم کے عظیم خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے پولیس کے مختصر نویس کی جانب متوجہ ہو کر کہا کہ اگر اس قسم کے نوجوان برطانوی سامراج کی خدمت سرانجام دینے کی بجائے میرے ہم سفر ہوں تو میں برطانوی سامراج کو برعظیم ہندوستان سے نہ نکال دوں۔ شاہ صاحب کے یہ الفاظ سب انسپکٹر افضل حق کے دل میں ترازو ہو گئے۔ سب انسپکٹر افضل حق مفکر احرار چوہدری افضل حق بن گیا۔ آج تاریخ حریت میں ان کا ذکر اسی عنوان سے ملتا ہے۔

انہوں نے نوکری چھوڑ کر آزادی کا پیغام گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پھیلانا شروع کیا۔ رابطہ عوام کی مہم کے سلسلہ میں خود ہی اعلان کرتے۔ اسٹیج لگاتے، دریاں بچھاتے، جب مجمع ہو جاتا تو تقریر کرتے۔ ان کی تقریروں سے گڑھ شنکر (ضلع ہوشیار پور) اور اردگرد کے مضافات میں آزادی کی تحریک جوان ہوئی۔ حکومت ان کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور مقبولیت سے گھبرا گئی۔ انہیں زیر دام لانے کے لئے کئی حربے استعمال کئے گئے لیکن کوئی کارگر ثابت نہ ہوا۔ کمشنر ہر کشن سنگھ کول کو بھی ٹھیک جواب ملا۔ تحریک عدم تعاون عروج پر تھی اور خود اور نوجوانوں کا جوش و خروش اور تمنائے ایثار و قربانی اس سے بھی ہوا آزادی کی تڑپ نے بجھی آگ لگا رکھی تھی۔ ان کی روز افزوں باغیانہ سرگرمیاں حکومت کے لئے ناقابل برداشت ہو چکی تھیں۔ آخر کار آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمہ چلا تو آپ نے صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ عدالت نے چھ ماہ کی سزا سنا کر جیل بھیج دیا۔ وہ جیل میں بھی آرام سے نہ بیٹھے۔ جیل کی حالت زار نے جیل حکام سے ٹکر لینے پر اکسایا۔ سیاسی قیدیوں کے حقوق کے لئے جیل میں بھوک ہڑتال کر دی۔ حکام نے قید تنہائی میں ڈال دیا۔ پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں زنجیریں پہنا کر ان کے ہاتھوں کو کئی گھنٹے تک اوپر باندھے رکھا۔ جس سے آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ جیل حکام نے کھانے میں سرمہ ملا کر کھلایا۔ جس سے آپ کی آواز مستقل بیٹھ گئی۔ لیکن آپ جیل میں کچھ اصلاحات نافذ کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ جیلوں میں سیاسی قیدیوں کو پہلے کی نسبت وقار کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور ان کے ساتھ اخلاقی قیدیوں سے بہتر سلوک ہونے لگا۔

آپ کانگریس کے ساتھ اختلاف کرنے والے "پنجابی" میں پیش پیش تھے۔ تحریک نمک سیتہ کا آغاز ہوا تو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے چوہدری صاحب کو اپنا قائم مقام نامزد کر دیا۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ دہلی میں شرکت کرنے

شخصیت

کی بنا پر آپ کو گرفتار کر لیا اور نو ماہ کی سزا ہوئی۔ آپ احرار کے بانی مبانی تھے احرار پنجاب کے متوسط اور نچلے درجہ کے لوگوں پر مشتمل جماعت تھی۔ جس نے مسلمان عوام کو انقلابی بنانے اور اسلامی تشخص اجاگر کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا پاکستان میں دورِ حاضر کی اسلامی تحریکوں کے لئے بنیادی کام اسی جماعت نے سر انجام دیا۔ انہوں نے آزادی اور حریت کے ساتھ ساتھ غریب عوام کے معاشی اور اقتصادی حقوق پر خصوصی توجہ دی اور انہیں محرومیوں سے نجات دلانے کا نعرہ بلند کیا۔ ان کی تقریروں کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ یہ دنیا امیروں کی چراگاہ نہیں ہے اس میں غریبوں کا بھی حصہ ہے۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز خطابت اور شعلہ بیانی سے پنجاب کے عوام پر سحر پھونک دیا تھا عوام اور قصبوں ان کی تقاریر سننے کے لئے بڑے ذوق و شوق سے ان کے جلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کے اس سیاسی قبیلہ نے مسلمانوں کو ذوق آزادی سے روشن کرایا۔ ان کے دلوں سے برطانوی ہیبت و خوف کو دور کر کے حکومت کے بالمقابل لاکھڑا کیا جماعت کے قیام کے کچھ ہی عرصہ بعد اسے زبردست چیلنج کا مقابلہ کرنا پڑا۔ وہ کشمیری مسلمانوں پر ڈوگرہ راج کے ظلم و ستم کو برداشت نہ کر سکے۔

انہوں نے راجہ کے ظلم و تشدد کے خلاف تحریک کا آغاز کر دیا اب ایک طرف غریب احراریوں کا مفلوک الحال گروہ جذبہ ایمانی اور ولولہ یزدانی سے سرشار تھا ان کی قوت کا سرچشمہ عوام تھے اور ان کے مقابل برطانوی سرکار سے مراعات یافتہ طبقہ کے مسلمان لیڈر، مہاراجہ کشمیر اور خود برطانوی سرکار تھی۔ نومولود جماعت احرار کے زیرک اور مخلص قائدین نے اپنی تکنیک ہی کے بل پر اس ناپاک گٹھ جوڑ کو عبرت ناک شکست دی۔ ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ حکومت کی زبردست مزاحمت اور ٹوڈی مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود سرزمین پنجاب سے چالیس ہزار سے زائد احرار رضا کاروں نے گرفتاریاں پیش کیں۔

قادیانی فرقہ نے شبخون مار کر اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کرنا چاہی لیکن جلد ہی ان کے مقاصد بے نقاب ہوئے۔ ہر کسی نے علیحدگی اختیار کر لی قادیانیوں کا منصوبہ تھا کہ وہ تحریک کی آڑ میں کشمیر کی سیاست میں داخل ہو جائیں گے اسے اپنا مستقر بنا لیں گے۔ کشمیر کے بھولے بھالے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کر کے اپنے فرقہ میں داخل کر لیں گے اور اس طرح کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کا خواب پورا ہو جائے لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ احرار نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ تحریک کشمیر میں احرار کی قوت کے بھرپور مظاہرے نے برطانوی سامراج کے گرگوں اور مفاد پرست طبقہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ وہ پنجاب میں غریبوں کی نئی قوت سے بے حد خوف زدہ تھے اور اسے برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر اس قوت کو سرزمین پنجاب میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے کا موقع مل گیا تو یہ پورے ہندوستان میں بڑی سرعت سے پھیل جائے گی اور پنجاب برطانوی سامراج کا بازوئے شمشیر زن تھا۔ اس خطہ میں برطانوی سامراج کی طاقت میں کمی اور اس کی مخالف قوتوں میں اضافہ کی صورت میں پورے ہندوستان اور مشرق وسطیٰ میں ان کے سامراجی مفادات پر نہایت منفی اثرات مرتب ہوتے تھے چنانچہ اس نئی قوت کو ختم کرنا برطانوی سامراج کی اولین ضرورت تھی حکومت نے شہید گنج کا مسئلہ کھڑا کر کے احرار کو ختم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی اس سے جماعت کے عوامی رسوخ اور حمایت کو زبردست دھچکا لگا پنجاب میں احرار کی قوت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۳۶ء کے انتخابات کے موقع پر قائد اعظم پنجاب آئے تو وہ بھی احرار کی قوت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کی چوہدری افضل حق سے ملاقات ہوئی دونوں قائدین الیکشن کیلئے متحدہ محاذ بنانے پر رضامند ہو گئے اور ایک مشترکہ انتخابی پارلیمانی بورڈ بھی تشکیل دیا لیکن لیگ میں شامل سرکار نواز عنصر نے اتحاد کو کامیاب نہ ہونے دیا اور ایسی شرائط عائد کر دیں جنہیں پورا کرنا احرار جیسی غریب جماعت کے بس میں نہ تھا۔ چوہدری صاحب نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"لیگ اور احرار کے تعاون کا فیصلہ منظر عام پر آیا۔ تو احرار کے ایوان میں زلزلہ آ گیا انہوں نے سوچا کہ مفلس ہمارے گھر میں کیسے گھس آئے؟ کوئی تدبیر لڑاؤ کہ احرار مکھن سے بال کی طرح نکال دیئے جائیں۔ سرمایہ دار بے حد ہوشیار تھا۔ احرار کا اخلاص تدبیر سے لاپرواہ رہا۔ مگر تدبیر کیا کرتے جہاں سرمایہ کا سوال ہو وہاں اخلاص کو ہتھیار ڈال دینے ہوتے ہیں پہلے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے پچاس روپے کی رقم مقرر تھی۔ اب احرار کو دیکھ کر بھاؤ بڑھا کر ۵۰۰ روپے کر دیا تاکہ غریب احرار کا کوئی امیدوار اتنی رقم دے کر ٹکٹ نہ حاصل کر سکے۔ ہم نے ہزار چاہا کہ یہ رقم ۲۵۰ روپے ہی ہو جائے تو مشکل آسان ہو۔ مگر اس میں کامیابی بہت دور دکھائی دی ناچار احرار نے اپنے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ جب امرائے لیگ نے دیکھا کہ اب خطرہ ٹل گیا ہے۔ تو عمل کیلئے اب پھر وہی پچاس روپے شرح ٹکٹ ٹھہری۔"

(خطبات احرار۔ چوہدری افضل حق)

مسلم لیگ کے ساتھ احرار کی دال کہاں گل سکتی تھی؟ احرار نے مجبور ہو کر الیکشن میں اپنے علیحدہ امیدوار کھڑے کئے غربت اور بے سرو سامانی اور حکومت کے معاندانہ پروپیگنڈے کے باوجود پنجاب اسمبلی کی بارہ نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ چوہدری افضل حق کو ہرانے کے لئے حکومت کی پوری مشینری حرکت میں تھی۔ حکومت نے پنجاب کے مختلف

شخصیت

شہروں سے لولے، لنگڑے اور معذور اشخاص، اکٹھے کئے انہیں ٹرکوں میں بھر کر چوہدری صاحب کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کیا اور اپنی معذوری کے لئے چوہدری صاحب کو مورد الزام ٹھہرایا کہ ان کی جماعت نے سکھوں، ہندوؤں اور انگریزوں سے تشدد کروایا ہے۔ انہیں ووٹ نہ دیا جائے یہ کامیاب ہو کر مسلمانوں پر آفت ڈھائیں گے۔

حکومت کے اس قدر گھناؤنے ہتھکنڈوں کے باوجود چوہدری صاحب کا سرکاری مد مقابل صرف اٹھائیس ووٹوں کی قلیل اکثریت سے کامیاب ہو سکا۔ پورے پنجاب میں مسلم لیگ کے صرف دو امیدوار ملک برکت علی اور راجہ غضنفر علی خاں کامیاب ہو سکے۔ راجہ غضنفر علی خاں بعد میں مسلم لیگ کو داغ مفارقت دے کر حکمران یونینسٹ پارٹی میں شامل ہو گئے اور پانچ صد روپیہ ماہوار پر پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر ہوئے۔ یورپ کے صنعتی ممالک شدید اقتصادی بحران میں مبتلا تھے۔ عالمی کساد بازاری عروج پر تھی۔ صنعتی ممالک کے درمیان اپنی فاضل پیداوار کی کھپت کے لئے عالمی منڈیوں پر قبضہ اور اجارہ داری حاصل کرنے کے لئے زبردست دوڑ لگی ہوئی تھی۔ ہٹلر جرمن قوم کو برتر قرار دے رہا تھا اور دنیا پر حکمرانی صرف انہیں کے لئے خاص سمجھتا تھا اس کے علاوہ دیگر کئی عوامل اور تضادات تھے جن کے سبب یورپ کی فضا پر جنگ کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور امن عالم کسی لمحے خاکستر ہو سکتا تھا۔ بین الاقوامی حالات پر نظر رکھنے والے ان تبدیلیوں کو بڑی گہری نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ ہندوستان کے حریت پرور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے موقعہ کی تاک میں تھے کہ ہٹلر نے یورپ میں جنگ کا آغاز کر دیا۔ جنگ کی خبر چوہدری افضل حق نے سنی تو خوشی سے جھوم اٹھے ان کی زبان سے ایک ہی فقرہ نکلا کہ یہ جنگ برطانوی سامراج کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گی۔ مجلس احرار نے برطانوی سامراج پر بھرپور وار کیا اور جنگ کے آغاز سے صرف ایک ہفتہ کی قلیل مدت میں جنگ سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا کہ اس جنگ میں کوئی حصہ نہ لیں گے نہ چندہ دیں گے نہ چندہ، فوجی بھرتی کا بائیکاٹ کا فیصلہ چوہدری افضل حق کی قائدانہ صلاحیتوں اور تدبر کا نتیجہ تھا۔ سرزمین پنجاب کو برطانوی سامراج کا بازوئے شمشیر زن سمجھا جاتا تھا۔ جنگ کے زمانے میں اس خطہ سے ایسی صدا کا بلند ہونا تھا کہ برطانوی حکمران اور ان کے ہندوستانی فرزند تلملا اٹھے۔ انہوں نے چوہدری افضل حق سمیت احرار کے تمام قائدین اور بے شمار کارکنوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا۔ چوہدری صاحب پہلے ہی دائمی مریض تھے۔ ڈیڑھ سال کی جیل کے اثرات نے ان کی صحت کو بالکل ہلاک کر دیا اور وہ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ اگرچہ نہایت کھاتے پیتے گھر کے چشم و چراغ تھے لیکن قومی زندگی میں قدم رکھا تو طبیعت نہایت سادگی پسند ہو گئی تھی۔ روکھی سوکھی کھا کر گزر کر لیتے۔ بعض اوقات تن ڈھانپنے کے لئے مرمت شدہ کھدر بھی میسر ہوتا تھا۔ دفتر احرار کی بالائی منزل پر بمعہ اہل و عیال قیام تھا۔ دفتر میں ایک ٹوٹی چارپائی یا بوریا پر پڑے رہتے تھے۔ قائد اعظم اسی دفتر میں انہیں ملنے آئے تھے۔ اور اسی جگہ مسلم لیگ مجلس احرار کا انتخابی متحدہ محاذ قائم ہوا تھا۔ آپ پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے۔ تو ان سے جو مشاہرہ بطور ممبر ملتا تھا اسے بھی جماعت کو دے دیتے تھے اور اپنے اخراجات کے لئے جماعت سے بہت معمولی سی رقم لیا کرتے تھے۔ آپ بڑے بلند پایہ ادیب تھے۔ ان کا اسلوب نگارش بالکل منفرد تھا انداز بیان نہایت سلیس دل نشین اور دلربا۔ انہوں نے کئی تصانیف اپنے زمانہ اسیری میں رقم کیں زندگی، محبوب خدا، دین اسلام، میرا افسانہ، تاریخ احرار، احرار اور پاکستان کے علاوہ مسئلہ ملکیت مال و جاگیر کو اسلام کے انقلابی انداز میں پیش کیا۔ بعد میں یہ مباحث اسلام میں امراء کا وجود نہیں کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے اسلام کے اقتصادی اور معاشی پہلو پر عوامی نکتہ نگاہ سے روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام سرمایہ داروں کے مفادات کے تحفظ کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ اس کا مقصد پسے ہوئے انسانوں کو مراعات یافتہ طبقہ کے ظلم و جور سے نجات دلانا تھا۔ انسانیت کی سربلندی تھا ان تصانیف کے مطالعہ سے ان کی فکری عظمتوں کا اندازہ ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ انہیں اسلام اور غریبوں سے کس قدر محبت تھی یہ زمانہ کی ناقدری ہے کہ ایسے گنج ہائے گراں مایہ کو ان کے حقیقت پسندانہ نظریات و خیالات کے باعث فراموش کر دیا گیا حالانکہ آسمان نے انہیں خاک چھان کر ڈھونڈا تھا۔

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را۔

بقیہ :- ایک غلطی کا ازالہ

(صحیح بخاری صفحہ ۳۴۰ جلد ۱ و صفحہ ۸۵ جلد ۲ صحیح مسلم صفحہ ۱۶۱ جلد ۱) اس پر آپ واپس تشریف لائے۔ اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔

اختلاف الفاظ کے ساتھ روایات میں تقریباً اتنا ہی واقعہ منقول ہے۔ اور یہی کچھ صحیح واقعہ بھی حرمت شراب پر عقلی استدلال کے لئے کافی ہے۔ لیکن عموماً ایک مرض کے لئے ڈاکٹری علاج دوسرے مرض کو جنم دیتا ہے۔ یہاں بھی کچھ اس قسم کا نظارہ سامنے آیا ہے۔ اس قسم کے بے بنیاد واقعات سے جو غلط "تأثر" پھیلتا ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ لغزش ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے ازالہ کے لئے صرف یہ کافی نہیں کہ دوسری طبع میں اس واقعہ کو شامل اشاعت نہ کیا جائے۔ بلکہ یہ رسالہ دوسری بار طبع ہو تو اس واقعہ کی جگہ صحیح واقعہ شامل اشاعت ہو۔ اور حاشیہ میں سابقہ غلطی کی مکمل وضاحت کر دی جائے۔ اور اداروں سے ماہوار جو مختلف رسائل ہوتے ہیں۔ ان میں بھی یہ وضاحت آجائے۔ امید ہے کہ میری اس وضاحت کو ہمدردی پر محمول کیا جائے گا۔ اور اس گزارش کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بسلسلہ

حیاتِ عیسیٰؑ امت کا اجماعی عقیدہ ہے

رفع و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ساتویں صدی کے اکابرینِ امت کا عقیدہ

حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قاضی بیضاوی کا عقیدہ

شیخ الاسلام ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر القاضی البیضاوی الشافعی (م ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر "انوار التنزیل و اسرار التاویل" میں جو تفسیر بیضاوی کے نام سے متداول ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، اور آخری زمانے میں نزول کی تصریحات متعدد جگہ فرماتے ہیں۔

سورۂ آل عمران کی آیت کریمہ "ومکروا ومکر اللہ" کے تحت لکھتے ہیں:-

(ومکر اللہ) حین رفع عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام والقی شبھہ علی من قصد اغتیالہ حتی قتل۔ (ج ۱، ص ۵۰۵)

"اور اللہ تعالیٰ نے (یہود کے مقابلہ میں) تدبیر کی۔ جب کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا۔ اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو گرفتار کرانا چاہتا تھا، یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔"

اور سورۂ نساء کی آیت "وان من اہل الکتاب" الخ کے تحت لکھتے ہیں:-

وقیل الضمیران لعیسیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام والمعنی انہ اذا نزل من السماء آمن بہ اہل الملل جمیعا روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ینزل من السماء حین یخرج الدجال فیھلکہ ولا یبقی احد من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ حتی تکون ملۃ واحدۃ وھی ملۃ الاسلام وتقع الامنۃ حتی ترتع الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیات ویلبث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون

ج ۲ - ص ۲۰۳

"اور کہا گیا ہے کہ دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ جب آسمان سے وہ نازل ہوں گے تو سب اہل ملل ان پر ایمان لے آئیں گے روایت ہے کہ آپ آسمان سے اس وقت نازل ہوں گے جب دجال نکلے گا۔ پس اس کو ہلاک کر دیں گے اور اہل کتاب میں کوئی ایسا نہ رہے گا جو ایمان نہ لائے اس وقت صرف ایک ہی دین رہ جائے گا یعنی دینِ اسلام۔ اور زمین پر امن و ایمان کا وہ دورہ ہوگا یہاں تک کہ شیر، اونٹوں کے ساتھ، چیتے، گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے، بکریوں کے ساتھ چریں گے بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ آپ زمین میں چالیس برس رہیں گے تب ان کی وفات ہوگی۔ اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"

اور سورۂ احزاب کی آیت کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے تحت لکھتے ہیں:-

ولا یقدح فیہ نزول عیسیٰ علیہ السلام بعدہ لانہ اذا نزل کان علی دینہ مع ان المراد انہ آخر من نبئ۔

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا ختم نبوت میں قادح نہیں ہے کیونکہ وہ جب نازل ہوں گے تو آپ کے دین پر ہوں گے۔ علاوہ ازیں آیت کا مدعا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

ج - ۵
ص ۱۲۳

علیہ وسلم آخری شخص ہیں جن کو نبوت عطا کی گئی ہے (اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپؐ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔

اور سورہ زخرف کی آیت "وانہ لعلم للساعۃ" کے تحت لکھتے ہیں:

(وانہ) وان عیسیٰ (لعلم للساعۃ) لان حدوثہ او نزولہ من اشراط الساعۃ یعلم بہ دنوھا ...... فی حدیث ینزل عیسیٰ علی ثنیۃ من الارض المقدسۃ یقال لہا افیق وبیدہ حربۃ بہا یقتل الدجال فیاتی بیت المقدس والناس فی صلوۃ الصبح . الخ

ج ۵
ص ۴۳۹

اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نشانی ہیں قیامت کی۔ کیونکہ ان کا نزول علامت قیامت میں سے ہے جس سے قیامت کا قریب ہونا معلوم ہوگا اور حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ارض مقدس کی ایک گھاٹی پر جس کو افیق کہا جاتا ہے، نزول فرمائیں گے۔ ان کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔ پس وہ بیت المقدس میں اس وقت تشریف لائیں گے جب کہ لوگ صبح کی نماز میں کھڑے ہوں گے۔

امام فخری الدین رازی

امام فخر الدین محمد بن عمر رازیؒ نے (۶۰۶) تفسیر کبیر میں کئی جگہ یہ عقیدہ درج فرمایا ہے:-

سورہ آل عمران کی آیت ( ) کے تحت لکھتے ہیں:-

وقد ثبت الدلیل انہ حی وورود الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سینزل ویقتل الدجال ثم انہ تعالیٰ یتوفاہ بعد ذلک.

ج - ۲
ص ۲۸۹

اور بے شک دلیل سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو قبض کریں گے۔

اسی ذیل میں مزید لکھتے ہیں:-

والوجہ السادس ان التوفی اخذ الشیٔ وافیاً ولما علم

چھٹی وجہ یہ ہے کہ توفی کے معنی ہیں پورا پورا لینا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم

اللہ ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللہ ھو روحہ لا جسدہ ، ذکر ھذا الکلام لیدل انہ علیہ السلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وبجسدہ

تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہوگا جسم کو نہیں اس سے یہ کلام ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو سکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح وجسم سمیت آسمان پر صحیح سالم اٹھالیے گئے ہیں۔

٭ ٭ ٭

سورہ النساء کی آیت ( ) کے ذیل میں لکھتے ہیں:-

المسئلۃ الثانیہ : رفع عیسیٰ علیہ السلام الی السماء ثابت بھذہ الآیۃ . ونظیر ھذہ الآیۃ قولہ فی آل عمران " انی متوفیک ورافعک الی "

دوسرا مسئلہ:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس آیت کی نظیر سورہ آل عمران میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے " انی متوفیک ورافعک الی "

ج ۳ - ص ۵۰۳

٭ ٭ ٭

اس سے اگلی آیت : وان من اھل الکتاب الا کے ذیل میں لکھتے ہیں:-

قولہ "قبل موتہ" ای قبل موت عیسیٰ . والمراد ان اھل الکتاب الذی یکونون موجودین فی زمان نزولہ لابد وان یومنوا بہ -

ج ۳ - ص ۵۰۵

قبل موتہ سے مراد ہے عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ آپؑ کے زمانۂ نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ وہ لامحالہ آپ پر ایمان لائیں گے۔

سورۂ مائدہ کی آیت (۱۱۷) کے ذیل میں فلما توفیتنی کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

والمراد منہ وفاۃ الرفع الی السماء - (ج ۳ . ص ۵۰)

یہاں توفی سے مراد ہے آسمان پر اٹھا لیا جانا۔

اور سورہ الزخرف کی آیت (۶۱) وانہ لعلم للساعۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

وان عیسیٰ لعلم للساعۃ ای شرط من اشراطھا تعلم بہ الخ (ص ۲۵۲ - ج ۲۷)

اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں (یعنی ان کا نزول) علامات قیامت میں سے ایک علامت جس سے قرب قیامت کا علم ہوگا۔

٭ ٭ ٭

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3217

گلہائے عقیدت

گریۂ غم میں میری رات کٹے گی کب تک؟
آج کی بگڑی ہوئی بات بنے گی کب تک؟

تا بکے وصل کی امید میں دن گزریں گے
میرے اشکوں سے یہ تالاب بنے گی کب تک؟

موت کی گھڑیاں گذاروں گا میں تنہائی میں
آنکھ میری یونہی بیدار رہے گی کب تک؟

آپ کے ہاں سے جو آتی ہے ہوا وقتِ سحر
میرے جینے کی وہ ہمراز بنے گی کب تک؟

دلِ پُردرد سے جو آہ نکلتی ہے میری
ہائے، آوارۂ افلاک رہے گی کب تک؟

میں نہ سمجھا نہ بھلا اس لیے بڑھتا ہی رہا
آگے بڑھنے کی یہ رفتار رہے گی کب تک؟

"چشتیاؔ سوچ سے، احتیاط سے، رکھیے گا قدم"
منزلِ عشق ہے یہ ساز رہے گی کب تک؟

علی اصغر چشتیؔ